# ٹھیکے پر دئے گئے زمین میں عشر کا مسئلہ

## دارالافتاء دارالعلوم کراچی

سوال زمین ٹھیکے پر دینے کی صورت میں عشر کس پر ہے؟ مؤجر پر یا مستاجر پر تفصیل جواب مطلوب ہے۔

امتیاز شیخ، جھنگ

### الجواب حامداو مصلیا

ارض مستاجرہ میں عشر موجر (مالک زمین) پر ہے یا مستاجر (ٹھیکے دار) پر۔ یہ مسئلہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بہت قدیم ہے یہی وجہ ہے کہ اس بارے میں ائمہ اربعہ کے اقوال صراحتا موجود ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ ائمہ ثلاثہ (مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ) کے نزدیک ایسی صورت میں عشر مستاجر کے ذمہ ہے۔ (ملاحظہ فرمائیے عبارت نمبر ۱ تا ۱۳) اور حنفیہ میں سے صاحبین کا بھی یہی مسلک ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایسی صورت میں عشر موجر پر واجب ہے (ملاحظہ فرمائیے عبارت نمبر ۱۴ تا ۲۰) فقہاء حنفیہ میں سے بعض حضرات امام صاحب کے قول کو راجح قرار دیا ہے جبکہ دیگر بعض فقہاء کے نزدیک صاحبین کا قول راجح ہے (ملاحظہ فرمائیے عبارت نمبر ۲۰ تا ۲۳) علامہ شامیؒ نے کسی ایک صورت کو ترجیح دینے کے بجائے تطبیق کی صورت اختیار فرمائی ہے ان کی بیان کردہ تطبیق کا حاصل یہ ہے کہ اگر موجر کامل اجرت وصول کرے تو امام صاحب کو قول پر فتوی ہوگا (یعنی عشر ادا کرنا موجر کے ذمہ ہوگا) اور اگر موجر کو کم اجرت دی جائے تو صاحبین کے قول کو اختیار کیا جائے گا (یعنی عشر مستاجر کے ذمہ ہوگا) اس کی دلیل بیان کرتے ہوئے علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں مستاجر اس بات پر راضی ہوتا ہے کہ اس کی زمین کی تمام غرامات اور مؤنت کو برداشت کرے چنانچہ اسی حساب سے اجرت بھی کم مقرر کی جاتی ہے اگر زمین کی غرامات موجر کے ذمہ ڈالی جائیں تو حاصل شدہ اجرت سے دگنی اجرت بھی ان غرامات ومؤنت کے لئے کافی نہ ہوگی (گویا مستاجر کے حق میں اجرت کی کمی کی وجہ یہ ہے کہ غرامات مستاجر کے ذمہ ہیں اور اگر یہ غرامات مستاجر کے ذمہ نہ ہوں تو اجرت مثل کئی گنا بڑھ جائے گی) لہذا اگر موجر اپنی زمین کی پوری اجرت وصول کرے تو عشر موجر کے ذمہ ہوگا کیونکہ کامل اجرت دینے کے بعد بھی اگر عشر مستاجر کے ذمہ ہو تو مستاجر کو بھاری ضرر کا سامنا کرنا پڑے گا (ملاحظہ فرمائیے عبارت نمبر ۲۱) ہمارے بعض بزرگوں کے اردو فتاوی میں علامہ شامی کی ذکر کردہ تطبیق کی عربی عبارت نقل کر کے یہ تعبیر اختیار کی گئی ہے کہ اگر موجر پوری اجر تو صول کرے اور مستاجر کے پاس کم بچے تو عشر موجر پر ہوگا اور موجر کم اجرت لے اور مستاجر کو زیادہ بچے تو عشر مستاجر کے ذمہ ہوگا نیز ان فتاوی میں یہ بات بھی ذکر کی گئی ہے کہ ہمارے ہاں عام طور پر اجرت کم لی جاتی ہے اس لئے کاشتکار پر وجوب عشر کا فتوی دیا جائے گا (ملاحظہ فرمائیے عبارت نمبر ۲۴ تا ۲۷) اردو فتاوی میں اختیار کردہ تعبیر دراصل علامہ شامیؒ کی بیان کردہ تطبیق کی تشریح وتوضیح ہے البتہ ظاہر نظر میں یہ اشکال سامنے آتا ہے کہ اردو فتاوی میں حکم کا مدار صرف کامل یا کم اجرت کی وصولی پر نہیں رکھا گیا بلکہ اس بات پر بھی

رکھا گیا ہے کہ کامل اجرت کی صورت میں مستاجر کو کم بچے اور کم اجرت کی صورت میں مؤجر کو زیادہ بچے جس کی تائید بظاہر علامہ شامیؒ کی ذکر کردہ تطبیق سے نہیں ہو رہی لیکن اس کا یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ کم یا زیادہ بچنے والے جملے عطف پہلے جملے پر عطف تفسیری ہے یعنی اس اضافے سے کوئی نئی قید یا شرط لگانا مقصود نہیں بلکہ یہ بتلانا مقصود ہے کہ جب موجر پوری اجرت لے گا تو عمومی حالات میں اس کا اثر یہی ظاہر ہوگا کہ مستاجر کو کم بچے گا اور اگر مستاجر کم اجرت دے گا تو عام حالات میں اسے زیادہ بچے گا۔

خلاصہ یہ کہ زمین کو اجارہ (ٹھیکے) پر دینے کی صورت میں وجوب عشر کے سلسلے میں کل تین اقوال ہیں۔

(۱) عشر علی الاطلاق مستاجر پر ہے جیسا کہ صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کا مذہب ہے۔

(۲) عشر علی الاطلاق موجر پر ہے جیسا کہ امام صاحب کا مذہب ہے۔

(۳) اگر موجر پوری اجرت وصول کرے تو عشر موجر پر اور اگر زمین کی غرامات ومؤنت مستاجر کے ذمہ ہونے کی وجہ سے کم اجرت وصول کرے تو عشر مستاجر پر ہے۔ جیسا کہ علامہ شامیؒ کی ذکر کردہ تطبیق سے معلوم ہو رہا ہے۔

ان تینوں اقوال پر غور کرنے کے لئے دارالعلوم کراچی کی مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کا اجلاس ۲۶ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۳ مارچ ۲۰۰۳ء کو جامعہ کے دارالافتاء میں منعقد ہوا۔ طویل غور وخوض اور مناقشہ کے بعد مجلس اس نتیجے پر پہنچی کہ ان میں سے پہلا قول راجح ہے جس کی درجہ ذیل وجوہ ترجیح سامنے آئیں۔ (۱) دوسرے قول کو اختیار کرنے کی صورت میں عشر علی الاطلاق موجر پر واجب ہو رہا ہے اور تیسرے قول میں اجرت کاملہ وصول کرنے کی صورت میں عشر موجر کے ذمہ واجب ہو رہا ہے ظاہر یہی ہے کہ موجر عشر پیداوار سے ادا کرنے کے بجائے اس رقم سے ادا کرے گا جو زمین کو اجارہ پر دینے کی صورت میں بطور کرایہ حاصل ہوئی، حالانکہ عشر رقم پر نہیں بلکہ پیداوار پر واجب ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **واتو حقه یوم حصاده** (الانعام ۱۴۱) اور پیداوار کا حق ادا کرو جس دن اسے کاٹو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیداوار کا عشر ادا کرنے کا حکم اس شخص کو دیا گیا ہے جو پیداوار حاصل کر رہا ہے اور پیداوار حاصل کرنے والا مستاجر ہے نہ کہ موجر۔ یہاں ایک اشکال یہ ہو سکتا ہے کہ باغ کا مالک اگر پھلوں کے پکنے کے بعد انہیں فروخت کر دے تو پھلوں کا عشر خریدار کے بجائے اسی مالک باغ پر آتا ہے حالانکہ اس کے پاس پھل کے بجائے نقد رقم آچکی ہے اور وہ تو اسی نقد رقم سے عشر ادا کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پھل پکنے کے بعد اس پر عشر ادا کرنے کی ذمہ داری مالک باغ پر آچکی تھی لیکن جب اس نے پیداوار (پھل) کو فروخت کیا تو اب اس پیداوار سے حاصل ہونے والی قیمت پر عشر ادا کرنا ضروری ہو گیا جیسے عام کھیت کی پیداوار کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر کھیت سے حاصل ہونیوالی پیداوار مثلاً گندم یا کپاس وغیرہ فروخت کر دی جائے تو اس سے حاصل ہونیوالی قیمت پر عشر ادا کیا جاتا ہے لیکن ان صورتوں میں یہ نہیں کہا جائے گا کہ عشر نقد رقم پر واجب ہوا ہے بلکہ یہ عشر پیداوار پر ہی واجب ہوا ہے البتہ اس کے فروخت ہونے کی وجہ سے نقد رقم کی صورت میں ادا ہوا جب کہ زمین کو اجارہ پر دینے کی صورت میں جو رقم حاصل ہوئی وہ پیداوار کا معاوضہ نہیں بلکہ زمین کا کرایہ ہے یعنی زمین کو پیداواری مقاصد کے لئے استعمال کرنے کا معاوضہ ہے۔

(۲)عشر واجب ہونے کے لئے زمین کا مالک ہونا ضروری نہیں بلکہ جس شخصیت کی ملکیت میں پیداوار ہو عشر بھی اسی پر واجب ہوتا ہے جیسے عاریت پر دی گئی زمین میں عشر بالاتفاق عشر مستعیر پر واجب ہوتا ہے حالانکہ وہ زمین کا مالک نہیں ہوتا بلکہ پیداوار کا مالک ہوتا ہے

(۳)ائمہ ثلاثہ کے ذکر کردہ دلائل سے بھی اس بات کو تو تقویت ملتی ہے کہ عشر مستاجر کے ذمہ ہو (ملاحظہ فرمائیے عبارت نمبر ۱ تا ۱۳)

(۴)متقدمین فقہائے کرام کے علاوہ بہت سے متاخرین نے بھی صاحبین کے قول کو اختیار کیا ہے چنانچہ علامہ رشید احمد گنگوہیؒ نے ''فتاوٰی رشیدیہ''میں صاحبین کے قول کو ظاہر کہہ کر ترجیح دی ہے۔ان کے علاوہ حضرت تھانویؒ نے بہشتی زیور (حصہ سوم صفحہ ۲۴۷)اورامداد الفتاوٰی ج ۲ص ۶۰) میں صاحبین کے قول کو اختیار کیا ہے حضرت مولانا محمد شفیعؒ نے اپنی کتاب ''اسلام کا نظام اراضی ''اور''احکام زکوٰۃ''میں صاحبین کے قول کو راجح قرار دیا ہے۔فتاوٰی دارالعلوم دیوبند میں بھی صاحبین کے قول کو اختیار کیا گیا ہے اور حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہ العالی نے اپنے رسالہ''احکام زکوٰۃ''میں بھی صاحبین کے قول پر مسئلہ ذکر فرمایا ہے (ملاحظہ فرمائیے عبارت نمبر ۲۸ تا ۳۴)ان کے علاوہ صاحبین کے قول کو اختیار کرنے کی درجہ ذیل عقلی وجوہ ہیں۔

(۱)اگر موجر زمین اجارہ پر نہ دے اور خود بھی کاشت نہ کرے تو بالاتفاق عشر نہیں۔

(۲)اسی طرح اگر مستاجر ارض مستاجرہ میں کاشت نہ کرے بلکہ بطور گودام استعمال کرے تو کسی پر بھی عشر نہیں مستاجر پر اس لئے نہیں کہ پیداوار ہی نہیں تو کس حساب سے عشر دے اور کس چیز کا عشر دے اور موجر پر بھی عدم وجوب کی یہی وجہ ہے۔اگر یہ کہا جائے کہ یہ اجرت منافع ارض کا بدل ہے اور بدل قائم مقام مبدل کے ہے اس لئے اس صورت میں اجرت میں عشر واجب ہے تو جواب یہ ہے کہ زمین کے ہر منافع پر عشر واجب نہیں اگر مالک زمین خود زمین کو بطور گودام استعمال کرے تو اگرچہ زمین سے انتفاع کیا لیکن کوئی عشر واجب نہیں بلکہ اس کے خاص منافع مراد ہیں اور وہ پیداوار ہے لیکن صورت مذکورہ میں یہ منافع حاصل نہیں ہوئے بلکہ منافع کی وہ قسم حاصل ہوئی ہے جس میں عشر نہیں تو جب اصل میں ہی عشر نہیں تو اس کے بدل میں بھی عشر نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ بدل اپنے مبدل سے بڑھ کر نہیں ہوسکتا۔

(۳)اسی طرح اگر مستاجر زمین کو معطل کردے تو اس پر عشر واجب نہیں اور نہ موجر پر واجب ہے لیکن اگر مستاجر زمین سے ایسے منافع حاصل کرے جس میں عشر واجب ہے یعنی کاشت کرے تو عشر کون ادا کرے؟ایسی صورت میں اگر موجر پر عشر واجب کیا جائے تو عجیب صورت ہوگی وہ یہ کہ جب مستاجر نے زمین سے کوئی انتفاع نہیں کیا تو موجر پر کوئی عشر نہیں تھا کسی نقصان کا سامنا نہیں تھا لیکن جب مستاجر نے زمین سے انتفاع کیا تو اصول''الغنم بالغرام''کے علی الرغم نقصان مرجر پر ڈال دیا گیا حالانکہ اس صورت میں بھی اس کو وہی اجرت ملتی ہے جو زمین کاشت نہ کرنے کی صورت میں ملتی ہے آخر اس صورت میں کس زائد چیز کے بدلے میں اس پر یہ بوجھ ڈالا جارہا ہے اگر کہا جائے کہ زمین کا کرایہ لیا ہے جو بدل ہے تو یہ بدل پہلی صورت میں بھی حاصل ہے یعنی جب وہ پیداوار حاصل نہیں کرتا اس وقت اس پر عشر کیوں واجب نہیں کیا گیا؟

اشکال: مستاجر پر عشر واجب کرنے کی صورت میں اس پر زیادہ بوجھ ڈالنا ہے کیونکہ ایک تو وہ کرایہ ادا کررہا ہے دوسرا فصل پر خرچہ کررہا ہے اگر عشر بھی لازم کیا جائے تو اس پر نا قابل برداشت بوجھ پڑے گا۔

جواب: اگر مالک زمین خود زمین خرید کر کاشت کرے تو اس کو بھی اتنا ہی بوجھ برداشت کرنا پڑتا ہے جتنا مستاجر برداشت کرتا ہے اور مالک زمین اپنی پیداوار کا عشر خود ہی ادا کرتا ہے کسی اور پر وجوب عشر ممکن ہی نہیں تو مستاجر بھی اپنی پیداوار کا عشر خود ہی ادا کرے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب مالک زمین خود کاشت کرتا ہے۔تو وہ اپنی زمین کے منافع کو پیداوار کے لئے مختص کرتا ہے پھر فصل پر خرچ کرتا ہے اور پھر عشر بھی ادا کرتا ہے اور مستاجر بھی زمین کے منافع کو پیداوار کے لئے مختص کرتا ہے پھر خرچہ کرتا ہے ہاں یہ بات الگ ہے کہ مستاجر کے پاس چونکہ اپنی زمین نہیں اس لئے وہ منافع ارض کو حاصل کرنے کے لئے رقم خرچ کرتا ہے۔ جب کہ مالک زمین کو یہ منافع پہلے سے حاصل ہیں لیکن اس کو بھی یہ منافع مفت میں حاصل نہیں ہوئے ۔ بلکہ اسے خریدنے پر وہ پہلے زر کثیر خرچ کر چکا ہوتا ہے لہذا جب مالک زمین کے خود کاشت کرنے کی صورت مین عشر وہ خود ادا کرتا ہے۔تو مستاجر بھی عشر خود ہی ادا کرے لتساوی النفقه۔

واللہ اعلم بالصواب (عقلی وجوہ از مولانا سید حسین احمد صاحب رفیق ''مجلس تحقیق حاضرہ'')

ملحوظہ: صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے قول کو اختیار کرنے میں بظاہر کوئی فقہی اشکال تو سامنے نہیں آتا البتہ ایک عملی مشکل درپیش معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ بہت سے کاشتکاروں کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آج کل مستاجر کو ہونے والی بچت عام طور پر بہت کم ہوتی ہے اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بچت نہیں ہوتی بلکہ نقصان ہوتا ہے جس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ آج کل پیداوار پر ہونے والے اخراجات کا اضافہ عصر حاضر میں ہوا ہے ان حالات میں مستاجر کے لئے کل پیداوار کا عشر ادا کرنا بہت مشکل ہوجاتا ہے اس مشکل کے حل کے لئے مجلس نے یہ خیال کیا کہ ''نفقات الارض'' کو منہا نہ کرنے یا زکوۃ کی طرح عشر میں بھی دین کے مانع ہونے کے جو اقوال ہیں اس کا ازسرنو جائزہ لینے کی ضرورت ہے چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ اگلی مجلس میں اس موضوع کو زیر بحث لاجائے گا۔واللہ تعالیٰ اعلم

اعجاز احمد صمدانی غفرلہ

دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴

۱۴۲۲/۳/۲۵ھ

## عبارات الفقه المالكي

(۱) المعونة على مذهب عالم المدينة ج:۱ ص ۴۲۷

اذا استاجر ارضا فزرعها فالزكواة على صاحب الزرع دون صاحب الارض خلافا لابى حنيفة فى قوله انها

تـجب عـلـى صاحب الارض لانه حق يصرف فى اصناف المسلمين فى اية الصدقات ،فكان المخاطب به الـمـالـک دون غيره كزكواة المال ولانه حر مسلم خرج له نصاب زرع يجب فى جنسه الزكواة وجب ان يـلـزمـه الـعـشر فيه اصله اذا كانت الارض فى ملكه ولان كل حق تعلق بغيرت مال فان الوجوب يتعلق على ماله اعتبارا بسائر الاصول

(٢)المدونة الكبرىٰ ج ا ص ٣٨١

قـال مـالـک ومـن زرع زرعـا فـى ارض اكتـراهـا فـزكـواة ما اخرجت الارض على الزراع وليس على رب الارض منزكوٰة مااخرجت الارض شئی.

(٣)الذخيرة ج٣ص ٣٨١

الثالث من اكترى ارضا غير خراجية قال (ح) الزكواة على صاحب الارض دون الزراع لان الاجرة للارض قـائمة مقام الزرع وجوابه ان الزكواة متعلقة بعين الزرع لاختلافها باختلافه بالكثرة ولقلة والجنس لانه قد رتـب الشـرع فـى الـكرائزكوٰة النقدين لانه كرائه اغالبا فلاتزكى مرتين وقد يستغرق العشر الاجرة ويزيد عليها وهو منكر فى الشرع

## عبارات الفقه الشافعیؒ

(٤)المجموع ج٥ص ٤٥٥

واذا اجـر ارضه فمذهبنا ان عشرزرعها المستاجر الزارع وبه قال ماک وابويوسف ومحمد واحمد وداود وقل ابوحنيفة يجب على صاحب الارض

(٥)روضة الطالبين ج٢ ص ٢٣٤

فـصـل لافـرق بيـن مـاتـنبته الارض المملوكة والمستاجر ة فى وجوب العشر فيجب على مستاجر الارض العشر مع الاجرة وكذا تجب عليه العجر والخراج فى الارض الخراجية

(٦)حواشى الشروانى ج٣ص ٢٤١

اما لو استاجر چخص الارض وطذر فيها جبا يملكه فالزرع لصاحب البذر وعليه زكاته

(٧)المهذب ج ا ص١٥٧

وان كـام الـزرع لـواحـد والارض لاخر وجب العشر على مالک الزرع عبد الوجوب لان الزكاة تجب فى الزرع فوجبت رلى مالكه كزكاة التجارة تجب على مالک المال دون مالک الدكان

التهليب فی فقه الامام الشافعیؒ فصل فيما اذازرع ارضا وعليها خراج ج۳ص۹۵

لو اكترى ارضا للزرساعة فزرع يجب على المكترى عندنا المكرى لان العشر عبده حق الارض وعندنا هوالزكواة الزرع فهو كما لو اكترى حانوتا للتجارة يجب عكيه كراء الحانوت معزكوٰة التجارة لايمنع احدهماالاخر كذلک ماهنا.

## عبارات الفقه الحنبلی

(۹)الفروع ج۲ص۳۳۰

فصل ويجب العشر على المستاجر دون مالک الأرض (و م ش)وابی يوسف ومحمد للعموم ولانه مالک للزرع كالمستعير دون المعير وكتاجر استاجر حانوتاولان فی ايجابه على المالک اجحافا ينافی المواساة وهذا من حقوق الزرع بدليل انه لايجب اذالم يزرع ويتقدر بقدره بخلاف غيره من الخراج فانه من حقوق الارض فلهذا كام خراج العنوة على ربها ووعنه الخراج على المستاجر ايضا وقيل وعنه ومستعيرها وقيل على المستعير دونه وقيل لاحمد فی رواية حرب ارض العشر وتوجر على من ياخذ السلطان قال على الرقبة نقل صالح فی الحب والثمر اذا سقى بغير كلفة العشر نصفه اذاكا ن الرجل يملک الرجل يملک رقبة الارض وقال ابوحفص باب ان من استاجر ارضا فزرعها ان العشر والخراج عليه دون رب الارض

(۱۰)المبدع ج۲ص۳۵۲)ويجب العشر على المستاجر دون المالک فی قول الاكثر لقوله تعالیٰ واتو حقه يوم حصاده الانعام ولانه مالک للزرع كالمستعير وكتاجر استاجر حانوتا وفی ايجابه على المالک اجحاف ينافی المواساة وهو من حقوق الزرع بدليل انها لا تجب اذا لم يزرع ويتقدر بخلاف الخراج فانه من حقوق الارض

(۱۲)الاتصاف للمرادوی ج۳ص۱۱۳

ويجب العشر على المستاجر دون المالک بلا خلاف اعلمه

(۱۳)كشاف القناع ج۲ص۲۱۸

لشملها على المستاجر والمستعير دون المالک ای اذا استاجر انسان من اهل الزكاة او استعار ارضا فزرعها او غرسها ما اثمر مماتجب فيه الزكاة فهی على المستاجر والمستعير دون مالک الارض وهو معيرها او موجرها لقوله تعالیٰ واتو حقه يوم حصاده وقوله ﷺ فيما سقت السماء العشر الحديث وكتاجر

استاجر حانوتا او استعارها لبیع عروضه وفی ایجابه علی المالک اجحاف ینافی المواساة وهی من حقوق الزرع بدلیل انها لاتجب ان لم تزرع وتتقید بقدره.

## عبارات الفقه حنفی

فی الهندیة ج ۱ ص۱۸۷

ولو اجر ارضا عشریة کان العشر علی الاجر عند ابی حنیفةؒ وعندهما علی المستاجر

فی خلاصة الفتاوی ج ۱ ص ۲۴۵

ولو اجر ارضه العشریة کا ن العشر علی رب المال عند ای حنیفةؒ وعندهما علی المستاجر

(۱۶ )بدائع الصنائع ج۲ ص ۵۶

ولو اجر ارضه العشریة فعشر الخارج علی المواجر عندهما علی المستاجر وجه قولهما ظاهر لم ذکرنا ان العشر یجب فی الخارج والخارج ملک المستاجر فکان العشر علیه کالمستعیر ولابی حنیفةؒ ان الخارج للمواجر معنی لان بدله وهو الاجرة له فصار کانه زرع بنفسه وفیه اشکال لان الاجر مقابل للمنفعة لا الخارج والعشر یجب فی الخارج عندهما والخارج یسلم للمستاجر من غیر عوض فیجب فیه العشر والجواب ان الخارج فی اجارة الارض وان کان عینا حقیقة فله حکم المنفعة فیقابله الاجر فکان الخارج للاجر معنی فکان العشر علیه فان هلک الخارج فان کان قبل الحصاد فلا عشر علی المواجر ویجب الاجر علی المستاجر لان الاجر یجب بالتمکن من الانتفاع وقد تمکن منه وان هلک بعد الحصاد لایسقط عن المواجر عشر الخارج لان العشر کان یجب علیه دینا فی ذمته ولا یجب فی الخارج عن المستاجر ایضا وعند ابی یوسف ومحمد العشر فی الخارج فیکون علی من حصل له الخارج ولو هلک بعد الحصاد او قبله بما فیه من العشر

(۱۷)المبسوط للسرخسی ج۳ص ۵

رجل استاجر ارضا من ارض العشر وزرعها قال عشر ما خرج منها علی رب الارض بالغا مابلغ سواء کان اقل من الاجر اواکثر فی قول ابی حنیفةؒ وقال ابو یوسف ومحمدؒ العشر فی الخارج علی المستاجر وجه قولهما ان الواجب جزء من الخارج کله للمستاجر فکان العشر علیه کاخارج فی ید الارض والمنفعة سلمت للاجر لانه استحق بدل المنفعة وهی الاجرة وحکم البدل حکم الارض اماالمستاجر فانما سلمت له المنفعة بعوض فلا عشر علیه کالمشتری للزرع ثم العشر مؤنة الارض النامیة کالخراج وخراج ارض

المواجر على المواجر فكذلك العشر عليه اماإذا اعار ارضه من مسلم فالعشر على المستعير في الخارج عندنا وقال زفرؒ على المعير وقاسه بالخراج وقال حين سلط المستعير على الانتفاع بالارض فكانه انتفع به بنفسه ولكنا نقول منفعة الارض بغيرعوض ووجوب العشر باعتبار حقيقة المنفعة حتىٰ لايجب ما لم يحصل الخارج بخلاف المستاجر فان سلامة المفعة له كان بعوض

(۱۸)المبسوط للشيباني ج۲ ص۱۶۴ قلت ارئت الرجل يستاجر ارضا من ارض العشر فيزرعها على من عشر ما يخرج منها قال على رب الارض وليس على اللستاجر شئى قلت ارأيت ان كان اجرها بخمسين درهما واخرجت الارض مائتيٰ كر كان عليه عشر ذلك كله قال نعم وهذا قول ابع حنيفةؒ وقال ابويوسفؒ ومحمدؒ العشر على ماخرجت الارج وليس على المواجر شئى قلت ارأيت ان كان منحها اياه منحة او اطعمها ايا ه طعمة على من عشرها قال على الزى زرعها وليس على رب الارض شئى قلت ولم قال لانه لم ياخذ لها اجرا

فى التتارخانيه ج۲ ص۳۳۰

فاذا استاجرا رضا عشرية فزرعها فاعشر على رب الارض وفى الحجة من اجرتها م فى قول ابى حنيفةؒ وقل ابو يوسفؒ ومحمدؒ يجب العشر على المستاجر

فى الفقه الاسلامى وادلته ج۲ ص۸۱۹

الفتوىٰ على قول الامام وعليه العمل الانه ظاهر الرواية

فى الفقه الاسلامى وادلته ج۲ ص۸۱۹

فان كان ايجاب على المستاجر ونفع للفقراء وجبت عليه وبه افتيٰ المتاخرون

(۲۲)الدر المختار ج۲ ص۳۳۴

والعشر على الموجر كخراج موظف وقالا على المستاجر كمستعير مسلم وفى الحاوى وبقولهما ناخذ

(۲۳)حاشية ابن عابدين ج۲ ص۳۳۴

قوله وبقولهماناخذ قلت لكن افتى بقول الامام جماعة من المتاخرين كالخير الرملى فى فتاواه وكذا تلميذ الشارح الشيخ اسماعيل الحائك مفتى دمشق وقال حتىٰ تفسد لاجارة باشتراط خراجها او عشرها على المستاجر كما فى الاشباه وكذا قال حامد الفندى العمادى وقال فى فتاواه قلت عبارة الحاوى القدسى لا تعارض عطارة غيره فان قاضيخان من اهل الترجيح فان من عادته تقديم الاظهر والاشهر وقد قدم قول

الامام فکان هو المعتمد وافتیٰ به غیر واحد منهم زکریا افندی شیخ الاسلام وعطاء الله افندی شیخ الاسلام وقد اقتصر علیه فی الاسعاد والخصاف اه قلت لکن فی زماننا عامة الاوقاف من القری والمزارع لرضا المستاجر بتحمل غراماتها مؤنها تستاجرها بدون اجر المثل بحیث لاتفی لااجرة ولااضعافها بالعشر اوخراج المقاسمة فلا ینبغی العدول عن الافتاء بقولهما فی ذلک لانهم فی زماننا یقدرون اجرة المثل بناء علی ان الاجرة سالمة لجهة الوقف وان الستاجر لیس علیه سوا الاجرة فان اجرة لامث یزید اضعافا کثیرة کما لا یخفی فان امکن اخذ الاجرة کاملة یفتیٰ بقول الامام ولا قبقولهما لما یلزم علیه من الضرر الواضح الذی لا یقول به احد والله تعالیٰ اعلم

(۲۴) امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۵۸ تحقیق وجوب عشر برزمین دار یا کاشتکار

سوال: (۹۵) زید کی زمین کا عمر ۱۵ من غلہ فی بیگہ ہر سال دے کر زراعت کرتا ہے باقی آپ لے لیتا ہے اور زید اس غلہ سے دو روپیہ دو آنہ فی بیگہ سرکار کو دیتا ہے تو زید اس غلہ کیز کوٰۃ کس طرح ادا کرے؟

الجواب: فی الدر المختار والعشر علی الموجر کخراج موظف وقالا علی المستاجر کمستعیر مسلم وفی الحاوی وبقولهما ناخذ قوله وبقولهما ناخذ قلت لکن افتی بقول الامام جماعة من المتاخرین الی ان قال قلت لکن فی زماننا عامة الاوقاف من لاقری والمزارع لرضا المستاجر یتحمل غراماتها ومؤنها یستاجرها بدون اجر المثل بحیث لا تفی الاجرة ولااضعافها بالعشر او خراج المقاسمة فلا ینبغی العدول عن الافتاء بقولهما فی ذلک لامهام فی ذماننا یقدرون اجرة المثل بناء علی ان الاجرة سالمة لجهة الوقف ولاشئی علیه من عشر وغیره اما لو اعتبر دفع العشر من جهة الوقف وان المستاجر لیس علیه سوی الاجرة فان اجرة المثل تزید اضعافا کثیرة کمالا یخفیٰ فان امکن اخذ الاجرة کاملة یفتی بقول الامام ولا فبقولهما لما یلزم علیه من الضرر الواضح الذی لا یقول به احد والله تعالیٰ اعلم. اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر مؤجر پوری اجرت لے اور مستاجر کے پاس بہت کم بچے تو عشر مؤجر کے ذمہ ہے اور اگر مؤجر اجرت کم لے اور مستاجر کے پاس زیادہ بچے تو عشر مستاجر کے ذمہ ہے چونکہ ہمارے دیار میں اجرت کم لی جاتی ہے اسی لئے میں وجوب عشر علی المستاجر پر فتویٰ دیا کرتا ہوں ہاں اگر کسی جگہ پوری اجرت لی جاوے جس میں زمین دار عشر بخوبی ادا کر سکتا ہو تو اس قوت وجوب عشر الموجر پر فتویٰ ہوگا۔ صورت مسئلہ میں اجرت اور پیداوار کی نسبت معلوم نہیں اس لئے حکم میں تعین نہیں کی جاسکتی واللہ اعلم امداد ج ۱ ص ۱۶۰

(۲۵) احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۴۷

اجارۃ الارض کی صورت میں عشر وخراج کس پر ہے؟ اجارہ صحیحہ اور فاسدہ مین خراج مؤظف بہر کیف زمین دار پر ہے اور عشر وخراج

مقاسمہ میں تفصیل یہ ہے کہ اگر زمیندار اجرت بہت زیادہ لیتا ہو اور مستاجر کے پاس بہت کم بچت ہوتی ہے تو عشر اور خراج مقاسمہ مستاجر پر ہے اس زمانہ میں عموماً اجرت کم لی جاتی ہے اور مستاجر کو آمدنی زیادہ ہوتی ہے اس لئے عشر اور خراج مقاسمہ مستاجر پر ہوگا۔ فی الدر المختار والعشر علی الموجر کخراج موظف وقالا علی المستاجر کمستعیر مسلم وفی الحاوی وبقولهما ناخذ قوله وبقولهما ناخذ قلت لکن افتی بقول الامام جماعة من المتاخرین الی ان قال قلت لکن فی زماننا عامة الاوقاف من لاقری والمزارع لرضا المستاجر یتحمل غراماتها ومؤنها یستاجرها بدون اجر المثل بحیث لا تفی الاجرة ولااضعافها بالعشر او خراج المقاسمة فلا ینبغی العدول عن الافتاء بقولهما فی ذلک لامهام فی ذماننا یقدرون اجرة المثل بناء علی ان الاجرة سالمة لجهة الوقف ولاشئی علیه من عشر وغیره اما لو اعتبر دفع العشر من جهة الوقف وان المستاجر لیس علیه سوی الاجرة فان اجرة المثل تزید اضعافا کثیرة کمالا یخفیٰ فان امکن اخذ الاجرة کاملة یفتی بقول الامام ولا فبقولهما لما یلزم علیه من الضرر الواضح الذی لا یقول به احد والله تعالیٰ اعلم .

(۲۶) خیر الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۵۰ (اجرت کم ہو تو عشر کاشت کار پر ہے)

مسئلہ عشر کے متعلق معلوم کرنا چاہتا ہوں جواب تحریر فرمادیں اجناس مثلاً گندم نخود چاول وغیرہ میں عشر ہے یا نہیں؟ نیز یہ ٹھیکہ کی زمین کی پیداوار ہے تو اس کی کل آمدنی پر عشر ہوگا یا ٹھیکہ منہا کرنے کے بعد عشر ادا کیا جائے گا؟

الجواب: فی الدر المختار والعشر علی الموجر کخراج موظف وقالا علی المستاجر کمستعیر مسلم وفی الحاوی وبقولهما ناخذ قوله وبقولهما ناخذ قلت لکن افتی بقول الامام جماعة من المتاخرین الی ان قال قلت لکن فی زماننا عامة الاوقاف من لاقری والمزارع لرضا المستاجر یتحمل غراماتها ومؤنها یستاجرها بدون اجر المثل بحیث لا تفی الاجرة ولااضعافها بالعشر او خراج المقاسمة فلا ینبغی العدول عن الافتاء بقولهما فی ذلک لامهام فی ذماننا یقدرون اجرة المثل بناء علی ان الاجرة سالمة لجهة الوقف ولاشئی علیه من عشر وغیره اما لو اعتبر دفع العشر من جهة الوقف وان المستاجر لیس علیه سوی الاجرة فان اجرة المثل تزید اضعافا کثیرة کمالا یخفیٰ فان امکن اخذ الاجرة کاملة یفتی بقول الامام ولا فبقولهما لما یلزم علیه من الضرر الواضح الذی لا یقول به احد والله تعالیٰ اعلم . روایت بالا سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر زمین پوری اجرت کے اور کاشت کار کے پاس بہت کم بچے تو عشر زمین دار کے ذمہ ہے اور اگر زمین دار اجرت کم لے اور کاشت کار کے پاس زیادہ بچے تو عشر کاشت کار کے ذمہ ہے لیکن ہمارے دیار میں جب کہ اجرت کم لی جاتی ہے اس لئے کاشت کار پر وجوب عشر کا فتویٰ دیا جائے گا کما فی امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۵۱) آبیانہ، ٹیکس، لگان وغیرہ آمدنی سے منہا نہیں کیا جائے گا لیکن ایسی زمین کی پیداوار میں

نصف عشر واجب ہوتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب الصحیح بندہ محمد اسحاق غفرلہ، نائب مفتی

خیر محمد عفاء اللہ عنہ خیر المدارس ملتان ۱۳۸۶/۱۱/۱۶ھ

فتاوی مفتی محمود ج ۳ ص ۲۵۹

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جو رقبہ زرعی اجارہ پر لیا جائے، اس رقبہ کا عشر کس کو ادا کرنا ہوگا۔ جس نے اجارہ پر لیا یا دیا ہے۔ یا معاف ہے۔ اس مسئلہ کی وضاحت فرماویں۔

**جواب:** قول صاحبین کے موافق زمین عشر کا عشر بذمہ مستاجر ہے۔ **فی الدر المختار وقالا علی المستاجر کمستعیر مسلم وفی الحاوی وبقولهما ناخذ وفی الشامية فلاينبغي العدول عن الافتاء بقولهما فی ذلک** ۔ موجودہ زمانہ میں عموماً اجرت کم لی جاتی ہے مستاجر کی آمدنی زیادہ ہوتی ہے اس لئے عشر مستاجر پر ہوگا۔

(۲۸) فتاوی رشیدیہ ص ۳۵۹

زمین جو نقد پر کرایہ پر دی اس کے عشر میں خلاف ہوگا امام صاحب مالک سے سب دلاویں گے، صاحبین مستاجر سے سب دلاویں گے یہ ظاہر ہے فقط

(۲۹) امداد الفتاوی ج ۲ ص ۶۰

**فی الدر المختار والعشر علی الموجر کخراج موظف وقالا علی المستاجر کمستعیر مسلم وفی الحاوی وبقولهما ناخذ .........وفی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیه ولو من العامل فعلیهما بالحصة**

. اس سے معلوم ہوا کہ اگر زمین کرایہ پر ہے تو بقول مفتیٰ بہ کاشت کار پر ہے اور اگر بٹائی پر ہے اور تخم بھی کاشت کا ہے تو زمین دار اور کاشت کار دونوں پر اپنے حصے کی قدر ہے۔

(۳۰) بہشتی زیور ص ۲۴۷

یہ بات کہ یہ دسواں یا بیسواں کس کے ذمہ ہے یعنی زمین کے مالک پر ہے یا پیداوار کے مالک پر ہے اس میں بڑے عالموں کا اختلاف ہے مگر ہم آسانی کے واسطے یہی بتلایا کرتے ہیں کہ پیداوار والے کے ذمہ ہے سو اگر کھیت ٹھیکہ پر ہو خواہ نقد پر یا غلہ پر تو کسان کے ذمہ ہوگا اور اگر بٹائی پر ہو تو زمین دار اور کسان دونوں اپنے اپنے حصے کا دیں

(۳۱) اسلام کا نظام اراضی ص ۱۸۹

اسی طرح ملکیت زمین بھی وجوب عشر کے لئے شرط نہیں اس لئے وقف جن کا کوئی مالک نہیں ہوتا ان پر بھی عشر لازم ہے نیز جس شخص کی

زمین اپنی نہیں ہوتی کسی سے بطور رعایت کے لی ہے یا اجارہ اور کرایہ پر لے لی ہے اور اس میں زراعت کرتا ہے تو پیداوار کا عشر اسی شخص کے ذمہ ہوگا جو پیداوار حاصل کرتا ہے مالک زمین کے ذمہ نہیں۔(**علی خلاف فی المستاجر بین الامام وصاحبہ بدائع وفی الحاوی وبقولھما ناخذ در مختار**)

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص نے اپنی زمین کو نقد روپیہ کے عوض کرایہ یا مقاطعہ پر دے دیا تو اس کی پیداوار کا عشر بقول مفتی بہ مالک زمین کے ذمہ نہیں بلکہ مقاطعہ کے ذمہ ہے جو زمین میں کاشت کر کے پیداوار حاصل کرتا ہے۔

(۳۲) احکام زکوٰۃ (از مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ) ص ۱۰۸

(۷) جو زمین کسی کو ٹھیکہ یا مقاطعہ پر معینہ رقم کے معاوضہ میں دی گئی ہو اس کی پیداوار کا عشر ٹھیکہ دار کے ذمہ ہے مالک زمین کے ذمہ نہیں اور جو بٹائی پر دی جائے اس کا عشر مالک زمین اور کاشت کاروں دونوں پر اپنے حصے پیداوار کے مطابق ہے (از بہشتی زیور حکیم الامت تھانویؒ)

(۳۳) فتاوٰی دارالعلوم دیوبند ج ۶ ص ۱۵۸

لگان والی زمین میں عشر ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۵۴) جس شخص کے پاس ذاتی زمین نہ ہو اور وہ لگان پر زمین لے کر کاشت کرائے اور اس کے پاس لاگت بھی نہ ہو بلکہ سودی قرض لے کر صرف کرے تو ایسی صورت میں اسکے پیداوار میں عشر واجب ہے یا نہیں؟

الجواب: قول صاحبین کے موافق زمین عشری کا عشر بذمہ مستاجر ہے **فی الدار المختار وقالا علی المستاجر** اور باب العشر میں بھی ہے **ویجب مع الدین الخ** ان روایات کے مطابق عشر پیداوار کا اس پر واجب ہے فقط۔

(۳۴) احکام زکوٰۃ (مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہم) ص ۵۴

(۷) کو زمین کسی کو ٹھیکہ یا مقاطعہ پر معینہ رقم کے معاوضہ میں دی گئی ہو اس کی پیداوار کا عشر ٹھیکہ دار کے ذمہ ہے۔ مالک زمین کے ذمہ نہیں۔ اور جو بٹائی پر دی جائے اس کا عشر مالک زمین اور کاشت کاروں دونوں پر اپنے حصہ پیداوار کے مطابق ہے (از بہشتی زیور، حکیم الامت تھانویؒ)

**چھٹا بنوں فقھی اجتماع کا انعقاد ملك اور بیرون ملك کے علماء کا خیر مقدم**

ملک اور بیرون ملک کے چیدہ چیدہ اہل علم نے جدید میڈیکل سائنس اور متعلقہ فقہی اجتماع کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اپنے خطوط میں خراج تحسین پیش کیا ہے اور شرکت کا اظہار کیا ہے۔

(ادارہ)